**AMJRT 1:2 (2019) pp. 93-115** **ISSN: 2663-4392**

# اسلامی اور مغربی تناظر میں آزادی اظہارِ رائے کا تقابلی جائزہ

# *Freedom of Expression: A Comparative Study from Islamic & Western Perspective*

نور حیات خان *

## Abstract

*Living on the earth is all about freedom and as we know that the first man on the earth Adam was sent on the earth with the freedom to worship only to Allah. This freedom is a blessing of Allah and the value of it would only be judged in the era of slavery. It is an ultimate principle in Islam that the total submission is to be Allah alone. Thus, a man would never be a slave of any other person and whenever they become a slave to any other authority they are treated inhumanly. Allah (SW) made this glorious world for human beings and granted them the status of Ashraf ul Makhlūq. Human has such value which can be testified by this reason that everything is tightened to them and the world is only created for them. But human can only be benefited from the world till they are better for them and others, living friendly and create atmosphere of peace. So, till the end they will be benefited and blessed. They will also be in peace and freedom if they take care and have the respect for humanity. As man is a social animal and doesn't live without his community. Sometimes due to controversy in thinking and other routes fall in conflicts, for which a proper law is administered. The differences in views are not forbidden. It is important, not to cross limits and to create peaceful atmosphere in order to rest humanity in peace and make the world peaceful. This article deals with the comparison of Islamic freedom of expression and the modern Western criterion of freedom of speech. The study concludes that the Islamic and western thought on freedom is different from each other. In this study comparative and critical approach is adopted.*

**Keywords**: Freedom of Expression, Islamic and Western Perspectives, Comparative study

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، پاکستان nhayat@numl.edu.pk۔

## تمہید

دنیا میں انسان ایک آزاد حیثیت سے تشریف لایا ہے اور ایک اللہ سبحانہ وتعالی کی غلامی اور بندگی سے آغاز کیا ہے۔ تدریجاً انسانوں کا معاشرہ وسعت پذیر ہوا۔ قوم اور قبیلے بنے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ان کی ہدایت کے لئے انبیاء اور رسل دنیا میں آئے۔اس طرح دنیا کے مختلف خطوں اور ممالک میں آدم کی اولاد بس گئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب وجود میں آگئے۔اختلافِ فکر وعقیدہ کے بنیاد پر نزاعات وقوع پزیر ہوتے گئے۔اور خون خرابے کے ساتھ ایک دوسرے کو غلام بنانے کا مرحلہ بھی ان پر آیا، جس کی عمومی وجہ آسمانی ہدایات سے روگردانی بنی ہے۔ غلامی کی جائز وناجائز سے قطع نظر، بھرحال ایک آزاد انسان خوش قسمت اور آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔اس کی قدر وقیمت کا اندازہ حالت غلامی میں لگایا جاسکتا ہے۔

انسان کے لیے ایک ذات باری تعالی کی غلامی سزاوار ہے۔ حقیقت میں وہ کسی دوسرے انسان کا غلام نہیں ہوسکتا۔ انسان جب بھی غلام بنایا گیا،اس کے ساتھ غیر انسانی سلوک ہوا ہے، لیکن انسان کے لیے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسے غلامی سے اگر نجات ملی ہے تو وہ بھی خالص اللہ کے دین کی نصرت سے، لیکن مرور زمانہ کے ساتھ انسان دین کی اہمیت اور آزادی کی قدر و قیمت سے غافل ہوگیا۔

دنیا کو اللہ نے انسان کے لیے چمن زار اور گلزار بنایا ہے۔ جبکہ انسان کو اس دنیا کا گلِ سرسبد، سب سے پیارا اور اشرف المخلوق بنایا ہے۔ اس کی افضیلت کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ ، مالکِ کائنات نے اس کے لیے دنیا کی ہر چیز کو مسخر کر دیا ہے۔ اس خوبصورت چمن زار دنیا سے انسان اس وقت کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، جب تک اس کے باسی ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک کے خواہاں نہ ہوں اور ان کو امن وامان کا ماحول میسر نہ ہو،تاہم امن وسلامتی اس وقت ممکن نہیں ہے جب تک انسان ایک دوسرے کی آزادی اور انسانی اقدار کا احترام نہ کریں۔

جس طرح انسان معاشرتی پسند ہے ،اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا، اسی طرح ایک دوسرے سے عقل وفہم میں تفاوت بھی رکھتا ہے۔ اس انسانی اختلافی مزاج اور سوچ کی وجہ سے اکثر اوقات نزاعات پیدا ہوتے ہیں، جو قانون کے متقاضی ہوتے ہیں۔انہی مسائل میں سے ایک اظہار آزادی رائے کی حدود کا تعین بھی ہے تاکہ اس رنگ برنگ دنیا میں رہتے ہوئے انسان ایک دوسرے کی وجہ سے اذیت کا شکار نہ ہوں،اور ایک دوسرے کی انسانیت کو پامال کرکے نہ رکھ دیں۔ ان حدود کی تعین اور احترام میں اسلام اور غیر اسلام میں کوئی امتیاز نہیں۔ تمام انسان بلا تفریق مذہب اس کی ضرورت واہمیت پر متفق

نظر آتے ہیں، تاہم دورِ جدید میں جہاں مسائل رونما نظر آتے، وہ ان قوانین کے تطبیق میں انسانوں کے اندر رنگ و نسل اور قوم و مذہب میں تفریق کرنے کی سے وجہ سے جنم شدہ ہیں، جو اس مقالہ میں زیر بحث لائے گئے ہیں۔

## آزادی اظہار رائے کا مفہوم

یہ دو الفاظ؛ اظہار اور رائے کا مجموعہ ہے ۔ پہلے لفظ کا مطلب ہے ظاہر کرنا، واضح اور مبرہن کرنا۔ جبکہ دوسرے کا مطلب سوچ فکر، رائے اور خیال، یعنی خیالات مافی الضمیر کو سامنے لانا اور ظاہر کرنا۔ بالفاظِ دیگر کھل کر اپنا نقطہ نظر بیان کرنا، یا سوال اٹھانا اور اختلافی و تنقیدی نقطہ نگاہ کو ظاہر کرنا۔ جیسا کہ محیط فی اللغہ میں ہے: "أَظْهَرَ واعْتَلَنَ: مِثْلُ اشْتَهَرَ. وعَالَنْتُه: أَظْهَرَ كُلُّ مِنّا للآخَرِ ما في نَفْسه[1] والرَّأْيُ: رَأْيُ القَلْبِ، والجَمِيْعُ الآرَاءُ. ويَقُوْلُوْنَ: لا أفْعَلُ كذا حَتّى يُرِيني حِيْنٌ بِرَأْيِه: أي حَتّى أرى الطَّرِيْقَ الواضِحَ. وما رَأَيْتُ أرْأَى منه: اي أجْوَدَ رَأْياً"[2] یعنی "اظہار اور اعلان اشتہار کے معنی میں ہے۔ یعنی باہم اظہار کرنا۔ ہم نے آپس میں اظہار مافی الضمیر کیا۔ اسی طرح رائے کی جمع آراء ہیں۔ کہتے ہیں: میں یہ کام نہیں کروں گا جب تک مجھے واضح رائے یعنی راستہ نہ دکھائی دے۔ اور یوں ہی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ صحیح رائے والا نہیں دیکھا۔" آزادی اظہار رائے کا مطلب یہ ہے کہ ایک فرد جو سوچ و فکر اور خیالات رکھتا ہے، اس کا اظہار بلا خوف و خطر کر سکتا ہے۔ اس کی دعوت دوسروں کو دے سکتا ہے۔ یعنی وہ اپنے خیالات اور افکار رکھنے میں آزاد ہے۔ اس پر کوئی ریاست یا فرد قدغن نہیں لگا سکتا، لیکن اس آزادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس سے کسی دوسرے کی تذلیل اور کردار کشی ہو۔ یا کسی پر تہمت لگائے، جس سے اس کی عزتِ نفس مجروح ہو۔ اس لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آزادی اظہار رائے کے مفہوم کو مغربی و اسلامی دونوں تناظر میں دیکھا جائے۔

## مغربی تناظر سے آزادی اظہار رائے کا مفہوم

**نیو ورلڈ انسائیکلوپیڈیا** کے مطابق: ''آزادیٔ گفتگو بغیر حدود و قیود اور احتساب کے بولنے کی قابلیت کا نام ہے۔ اسے آزادی اظہار بھی کہا جاتا ہے اس سے مراد صرف زبانی گفتگو نہیں ہے بلکہ کوئی بھی گفتگو یا خیالات کے اظہار کا ذریعہ بشمول طباعت، نشریات، فن، تشہیر، فلم اور انٹرنیٹ شامل ہیں''[3]

[1] اِسماعیل بن عباد بن العباس الطالقانی، **المحیط فی اللغۃ** (بیروت: عالم الکتب، 1994ء)، 1:99۔

[2] ایضاً، 2:447۔

[3] http://www.newworldencyclopedia.org/entry/Freedom_of_Speech/, accessed on August 29, 2019.

## اسلامی تناظر سے آزادی اظہار رائے کا مفہوم

اسلام نے نہ صرف فکر وخیال اور تقریر و تحریر کی آزادی دی بلکہ قید وبند کی عملی غلامی سے بھی نجات دلائی ہے۔اسلام نے بلکل کھلی ڈھلی آزادی دی ہے الا یہ کہ اسلام کی کوئی بنیادی قدر مجروح ہوتا ہو یا پھر کسی دوسرے کی حق تلفی ہو، یا پھر اس سے کسی دوسرے پر ظلم اور استحصال ہو۔اس سلسلے میں قرآن وسنت کی نصوص موجود ہیں۔

## آزادی اظہار رائے کی ضرورت واہمیت

کسی بھی ریاست کی تعمیر وتہذیب میں آزادی اور آزادی اظہار رائے کی ضرورت مسلم ہے اس کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ آزادی اس کی تعمیر وتہذیب اور ترقی کی جان ہے۔ معاشرت وتمدن ہو یا معیشت وسیاست کی تہذیب ہو یا سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی اور ایجاد، سب اس آزادی کی بدولت ممکن ہوئی ہے۔

الغرض ! آزادی اظہارِ رائے قدیم وجدید دنیا میں انسان کے لیے ایک امرِ ضروری ہے۔البتہ انسانی سماج میں اس کی مطلق آزادی قدیم وجدید فکر کی روسے سُمِ قاتل کی حیثیت رکھتاہے۔یہی وجہ کہ اسلامی شریعت میں بلکہ شرائع سماویہ میں اس قسم کی بے قید آزادی کا تصور نہیں ملتا۔ مطلق آزادی سے معاشرتی امن ومان اور اجتماعی سلامتی داو پر لگ جاتی ہے اور معاشرہ زوال پذیر ہوتاہے۔جیسا کہ امام بیہقی دلائل النبوۃ کے مقدمے میں رقمطراز ہے: "أما الغلو في الحرية والتهتك وراء الشهوات البهيمية، فلا تجيزه الشريعة الإسلامية والدين الإسلامی، هو الدين الذي يعمّم النظام بين الورى، ويقمع النفس عن الهوى، ويحرم إراقة الدماء، والقسوة في معاملة الحيوان والأرقاء، ويوصي بالإنسانية، ويحض على الخيرات والأخوة"[4]"آزادی وحریت میں غلواور بہیمی خواہشات کے پیچھے لگ جانا اسلامی شریعت میں جائز نہیں۔یہ وہ دین ہے جو تمام نظام کائنات پر محیط ہے اور انسانی خواہشات کی قلع قمع کرتاہے۔خون کرنے اور حیوانات وغلاموں کے حق میں سختی کو حرام ٹھہراتاہے۔ انسانیت کو خیر اور بھائی چارے پر ابھارنے کی وصیت کرتاہے۔"عالمی قوانین اور دساتیر وچارٹروں میں جہاں آزادی اظہار رائے کی اہمیت پر زور دیا گیاہے، وہاں اس قدر اس کی حدود و قیود کو بھی بیان کیاہے۔البتہ توہین مذہب ان حدود و قیود میں سرفہرست ہے۔ مثلاآرٹیکل 19(3) ICCPR ، جہاں آزادئ اظہار رائے کا حق دیتاہے، وہیں اس کی حدود کا تعین بھی کرتاہے- مثلاً دوسرے کے حقوق اور ان کی عزت کے حقوق کی حفاظت کرنا، قومی استحکام کی حفاظت کرنا، عوامی امن، عوامی صحت اور

4 أحمد بن الحسين البيهقي، **دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة** (بیروت: دار الكتب العلمية، 1405ھ)، 81۔

اخلاقیات ICCPR آرٹیکل 20 میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی ایسی سر گرمی کہ جس سے قومی، نسلی یا مذہبی نفرت یا کسی بھی قسم کی امتیازی سر گرمی، جو ظلم اور تشدد کو ہوا دے قانون اس کی اجازت نہیں دیتا اور اسے ممنوع قرار دیتا ہے۔[5]

## حریت فکر اور انسانی سماج

انسانی سماج میں حریت فکر اس لیے مفید ہے کہ ہر فردِ بشر جو ایک منفرد سوچ و ذہن کا مالک ہے، اپنے خداداد صلاحیتوں کا اظہار آسانی سے کر سکیں۔ اور تمام معاشرہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ انہی وجوہات کی بنیاد پر رسول ﷺ نے اسے ریاستِ مدینہ میں یقینی بنایا۔ حمیدی لکھتے ہیں:

> حریت فکر کی آزادی، جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام ؓ کی تربیت کی تھی، اور جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے سوسائٹی کے بہترین دماغ اور اہل رائے سے استفادہ کیا تھا۔ اور مسلمانوں کے مصالح عامہ کو مدِ نظر رکھا تھا اور تمام لشکر کے اجتماعی آراء سے سوچا تھا۔ جس کے لیے بعض اوقات ایک صحیح رائے اس فرد سے مل سکتی ہے جو ان میں سے کم شہرت والے اور مرتبے کے لحاظ سے بھی ان میں کمتر ہو لیکن اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے لئے اس میں کوئی مانع نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ اپنے رائے کا بے دھڑک اظہار کر سکتے تھے۔[6] جیسا حباب بن منذر ؓ کے اظہارِ رائے سے آپ ﷺ نے استفادہ کرتے ہوئے ایک معرکے میں ایک ایسی جگہ پڑاو ڈالا جس میں مسلمانوں کا فائدہ تھا، اور یوں اس آزادی رائے کے نتیجے میں تزویراتی (Strategic) تبدیلی عمل میں آئی۔[7]

اسلام شرعی آداب کا خیال کرتے ہوئے حریتِ فکر کو بہت اہمیت دیتا ہے، بلکہ اسلامی معاشرے میں حریتِ فکر کی اس قدر آبیاری کی گئی ہے کہ ایک فرد حاکم وقت کی موقف پر بھی نقد کر سکتا ہے۔ لہذا اسلامی ریاست میں فرد کو حق حاصل ہے کہ امن و امان کے ماحول میں اپنی رائے کا اظہار کرے بغیر کسی تشدد اور تسلط کے کہ جس سے کلمہ حق اور آزادی کا گلہ گھونٹا جائے۔[8]

---

[5] https://treaties.un.org/doc/publication/unts/volume%20999/volume-999-i-14668-english.pdf, accessed on November 10, 2019.

[6] عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی، **التاریخ الإسلامی مواقف وعبر** (الإسکندریۃ: دار الدعوۃ، 1997ء)4:110۔

[7] البیھقی، **دلائل النبوۃ**، 4:3

[8] علی محمد الصلابی، **السیرۃ النبویۃ دروس وعبر** (ریاض: دار السلام، 2000ء)1:679۔

## اسلام میں خود انحصاری اور حریت فکر کی اہمیت

کلمہ حق کہنا اور پہنچانا سماج کی جان ہے۔ اسے نافذ کرنا انسانیت کی ضرورت ہے۔ اس میں غفلت برتنا معاشرے کے لیے موت ہے۔ اس میں سستی کسی بھی صورت ناقابل برداشت ہے۔ اس لحاظ سے انبیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو پہنچانے اور نافذ کرنے میں کبھی بھی مداہنت اور سستی نہیں کی۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کو یہ الزام سننا پڑا کہ وہ ملک میں اقتدار چاہتے ہیں اور یوں انہیں سختیاں اٹھانی پڑیں جیسا کہ قرآن مجید میں موسیٰ وہارون علیہم السلام کے بارے میں فرعون کا رویہ ذکر فرمایا ہے: "کیا تو اِس لیے آیا ہے کہ ہمیں اس طریقے سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور زمین میں بڑائی تم دونوں کی قائم ہو جائے؟ تمہاری بات تو ہم ماننے والے نہیں ہیں"[9] اسی طرح اسلام حق کی بالادستی چاہتا ہے، لیکن دنیاداروں کو اپنا اقتدار عزیز ہوتا ہے، وہ کسی قدر اس کے لیے تیار نہیں ہوتے، جیسا کہ فرعون نے موسیٰ علیہم السلام سے کہا تھا، لیکن موسیٰ علیہم السلام نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا: "اور اے برادرانِ قوم، میں اِس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے۔ اور میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے، وہ اپنے ربّ کے حضور جانے والے ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو"[10] پیغمبروں نے ہاتھ سے حلال کمائی کا راستہ اپنایا اور حریتِ فکر کی تنفیذ پر حرف نہیں آنے دیا۔ امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں: "مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ"[11] اس میں شک نہیں کہ حلال کمائی کلمہ حق نافذ کرنے اور حریت فکر کے لیے ضروری ہے، ورنہ بے شمار لوگ ایسے ہیں کہ وہ باطل پر ہونے کے باوجود ظالموں کے سامنے اپنی نوکریاں بچانے کے خاطر گردن جھکا دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر یحییٰ ابراھیم لکھتے ہیں: "ولاشك أن الاعتماد على الكسب الحلال تكسب الانسان الحرية التامة والقدرة على قول كلمة الحق والصدع بها، وكم من الناس يطأطئون رؤسهم للطغاة، ويسكتون على باطلهم، ويجاورونهم في أهوائهم خوفاً على وظائفهم عندهم"[12]

---

[9] القرآن 10:78

[10] القرآن 11:29

[11] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ (قاہرۃ: دار الشعب، 1987ء)، حدیث نمبر: 1966، 2:730۔

[12] منیر محمد الغضبان، **فقہ السیرۃ** (مکہ: جامعۃ أم القری، 1992ء)، 93۔

## اسلامی نقطہ نظر سے آزادی اظہار رائے کی حکمت

رسول اللہ ﷺ نے بغاوت اور سرکشی کا مقابلہ اپنے صحابہ کرام ؓ کے اندر مساوات قائم کرنے اوران کی حریت وآزادی کے ذریعے کیا۔ اسی حریت اور آزادی کے ساتھ وہ اسلام کے سوسائٹی میں داخل ہوئے، جن میں ان کو داخلی حریت، تعبیر اور مشورہ کی آزادی حاصل تھی، جس میں تمام رعایا، حاکم و محکوم، غنی و فقیر بلکہ تمام طبقات کے اندر مکمل مساوات تھی۔اس وجہ سے ان پر نبی ﷺ کا بے حد اثر تھا۔ان میں باہم محبت تھی اور آپس میں جڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ پر دل وجان سے فدا ہونے کے لیے تیار تھے۔اس لحاظ سے ان میں حسب و نسب، رنگ و نسل اور وطن وغیرہ کا کوئی تفریق نہیں تھا، جو ان کے حقوق، واجبات یا عبادات میں تفریق کا ذریعہ ہو۔اہلِ مکہ نے آپ ﷺ سے ان مسلمان غلاموں، غریب اور فقیر صحابہ کرام ؓ سے علیحدہ مجلس میں ملنے کا مطالبہ کیا لیکن منظور نہیں ہوا۔اور قرآن مجید کے ذریعے یہ راہنمائی نازل ہوئی: "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا"[13] اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح وشام اسے پکارتے ہیں، اور ان سے ہر گز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے"

اس لحاظ سے آزادی اسلام میں اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ ﷺ نے اس کی طرف دعوت دی اور غلامی اور عبودیت سے نجات کی طرف بلایا جو دعوت اور مسلمانوں کی زندگی بلکہ انسانیت کی بھی اساس اور بنیاد ہے کیونکہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔اور چاہئیے کہ اس کی یہ آزادی پوری زندگی قائم ودائم رہے، تاکہ وہ زندگی سے متمتع ہو کیونکہ یہ زندگی اس کے پاس اس کے خالق، رازق اور مدبر اللہ کی ایک نعمت ہے، اگر اس پر کوئی کسی قسم کی قدغن لگا دیتا ہے تو یہ غلامی ہے جو ان کے لیے عبودیت اور ذلت ہے۔[14]

لیکن افسوس! انسانیت جس آزادی کا تقاضا کرتا ہے (کہ وہ ایک اللہ کی غلامی اور بندگی بجالائے) اس سے وہ بہت دور ہو گیا ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے ہر قسم سختی برداشت کی، لیکن ایک اللہ کی غلامی کے سوا کسی کی غلامی کو قبول نہیں کیا۔اسلام نے نہ

---

[13] القرآن 28:18

[14] عبداللطیف بن علی القنطری، فی سبیل العقیدۃ الإسلامیۃ (قسنطینۃ: دار البعث للطباعۃ والنشر، 1982ء)، 1:216۔

صرف اس حقیقی آزادی کی طرف لوگوں کو بلایا بلکہ اپنے زمانہ حکمرانی میں اس کا عملی تطبیق اور نفاذ بھی کیا۔اس کے مقابلے میں کفر کی آزادی فسق وفجور، نافرمانی اور الحاد کی آزادی ہے، جس پر بعض حکمران فخر کرتے ہیں، جس سے مسلمان ملت آزمائشوں میں مبتلا ہو گیا ہے۔انھوں نے مسلمانوں پر حریت کے نام سے ظلم اور جبر کی حد کر دی ہے ۔اور اپنے ملکوں کے دروازے ان کے لیے کھول دئے ہیں، جن کا نہ کوئی دین ہے اور نہ عہد کا پاس اور نہ ان کے حقوق کا لحاظ، بلکہ انہوں نے زمین کو فساد سے بھر دیا ہے، اور اہل وطن میں شر، تفریق، اور بغض وعناد کا بیج بو دیا ہے۔انہوں نے آزادی اظہار رائے اور تعبیر کی تمام اقسام؛ بات کرنے، کتاب لکھنے اور اشاعت کے اظہار پر قدغنیں لگا دی ہیں اِلَّا یکہ ان کی اغراض ومقاصد اور خواہشات و مصالح کی موافقت کی جائے۔بے شک اس میں قوم ووطن کی تباہی ہو۔ اس کے برخلاف ملحدین اور بے مروتوں کو ہر قسم کی آزادی ہے جو چاہے کہتے ہیں اور جو چاہے چھاپ دیتے ہیں۔ یاللعجب ! استعمار سے آزادی کے بعد اکثر بلکہ تمام مسلم ممالک کی عملًا یہ حال ہے، جو مسلمانوں کے لیے کسی مصیبت سے کم نہیں۔[15]

الغرض ! آزادی اظہارِ رائے پر قدغن کا مطلب انسانی تہذیب کی ترقی اور معراج کو پابندِ سلاسل کرنا ہے۔انسانی سوچ اور عقل پر تالا لگا کر وقت اور حالات کے مناسبت سے مستفید ہونے کو حرام ٹھہرانے کے مترادف ہے۔اس کے برعکس آزادی اظہار رائے کو یقینی بنالینا، انسانیت کی معراج ہے اور ترقی کے راہ میں ایک قدم آگے کا نام ہے، جسے اسلام نے مستحسن قرار دیا ہے۔

## آزادی اظہارِ رائے کا اسلامی اور مغربی تناظر میں تقابلی جائزہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور الہامی تعلیمات کی تعظیم پر آسمانی مذاہب کا اتفاق ہے۔اس کی توہین کرنے والوں کے لیے ان تعلیمات میں سخت سزا کا حکم ہے۔ لیکن جدید دور کے ملحدین کا طرا امتیاز ہے کہ جو صاف انکار بھی نہیں کرتے اور صریح اقرار بھی نہیں کرتے، بلکہ اپنے مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہیں، جہاں ان کے یہ مقاصد پورا ہوتے ہوں تو آزادی جائز ورنہ ناجائز۔

**'فریڈم آف اسپیچ اینڈ ایکسپریشن'** کے ماسبق بحث سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ اسلام نے آزادی اظہار رائے کو نہ صرف واضح اہمیت دی ہے، بلکہ اسلامی نظامِ زندگی میں ہر طرح کے اختلاف رائے کی اجازت ہے اِلَّا یہ کہ نصوص قطعی یعنی قرآن وسنت کے واضح احکامات کے خلاف ہو، مثلاً شعائر اسلام کی سبکی اور توہینِ انبیاء۔انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی فرد معصوم نہیں۔ان کے وہ افعال جو احکامات الہیہ کے خلاف ہوں، تنقید سے بالاتر نہیں ہیں۔

---

[15] الصلابی، **السیرۃ النبویۃ**، 1:222۔

## الہامی نصوص اور آزادی

اسلامی نظام زندگی میں حقوق اللہ ، حقوق الرسول اور حقوق العباد کا جو نظریہ پیش کیا گیا ہے ، نہایت جامع ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے لغویات سے پاک اور دیگر انسانوں کی آزادی سلب کرنے، دل آزاری اور ہنسی اڑانے سے منع کرتا ہے۔ لیکن مغربی دنیا کا عجیب المیہ ہے کہ ایک طرف ان کے ہاں آزادی اظہار رائے کی حدبندی پر یقین و ایمان کا تصور بھی ملتا ہے، جبکہ دوسری طرف بے قید آزادی بھی جائز سمجھتے ہیں۔ جو اسلام کے اندر بعض اوقات قابلِ مواخذہ جرم بن جاتا ہے، بلکہ کتابِ مقدس بھی اس کی یہی سزا قرار دیتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی اللہ تعالیٰ، شعائر اللہ اور اللہ کے پیغمبروں کو نشانہ تضحیک بنائے اور الہامی تعلیمات کا مذاق اڑائے۔ عمداً اس کی مخالفت کرے، تو یہ قابلِ مواخذہ جرم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا 0 وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا"[16] یعنی "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے" ایک اور مقام پر کہا گیا: "وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"[17] یعنی "اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے" اسی طرح کہا گیا" وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ "[18] یعنی "اور جو شخص خدا اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے"

اسی طرح قرآن مجید کی کئی آیات میں یہ باتیں کہی گئی ہے کہ توہین الہ اور توہین انبیاء یا شعائر اللہ اور تعلیماتِ الٰہی کو بے وقعت بنانے والے اور اس کی طرف توہین آمیز جملے اور اشارے کنائے منصوب کرنے والے اللہ کے ہاں ملعون اور عذاب علیم کے مستحق ہیں۔ اسی طرح کتاب مقدس کی کئی آیات کو اس ضمن میں پیش کیا جا سکتا ہے، بطورِ مثال توہین کرنے والوں کے بارے میں کتاب مقدس سے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں۔ قوم موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی غلامی سے نجات دی اور یہ حقیقت ان پر آشکارا کی کہ تمام تر قوتوں کی مالک وہی یکتا ذات ہے اور تمجید و تقدیس کے لائق ہے ، جس نے تمہیں آزادی دلائی ہے۔ لہذا کسی اور کی بندگی اور غلامی تمہارے لیے جائز ہی نہیں ہے۔ کتاب مقدس کے مطابق: "خداوند تیرا خدا جو تجھے مصر کی

---

[16] القرآن 33:58،57

[17] القرآن 9:61

[18] القرآن 8:13

غلامی سے نکال لایا، میں ہوں۔ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔۔۔ تو خداوند اپنے خدا کا نام بری نیت سے نہ لینا کیونکہ جو کوئی اس کا نام بری نیت سے لے گا خداوند اسے بے گناہ نہ ٹھہرائے گا"[19] دوسری جگہ کتاب احبار میں لکھا ہے: "تم میرے پاک نام کی بے حرمتی نہ کرنا اور تمام بنی اسرائیل پر لازم ہے کہ وہ مجھے پاک تسلیم کریں۔ میں خداوید خدا ہوں میں تمہیں پاک کرتا ہوں"[20] اسی کتاب میں اللہ کے پاک نام کی بے حرمتی اور کفر بکنے والے کے بارے میں واضح الفاظ میں سنگسار کرنے کا حکم ہے:

"And he that blaspheme the name of the Lord, he shall surely be put to death, and all the congregation shall certainly stone him as well as the stranger, as he that is born in the land, when he blaspheme the name of the Lord, shall be put to death"[21]

"تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ کفر بکنے والے کو لشکر سے باہر لے جاؤ اور وہ تمام جنہوں نے اسے کفر بولتے سنا اس کے سر پر اپنے ہاتھ رکھیں اور ساری جماعت اسے سنگسار کرے۔ اور تو بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے تو اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔ اور جو کوئی خداوند کے نام پر کفر بکے وہ ضرور جان سے مارا جائے اور پوری جماعت اسے ضرور سنگسار کرے اور خواہ کوئی دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام لیتے وقت گستاخی کرے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔"[22]

پیغمبروں کو نشانہ تضحیک بنانے والوں کے بارے میں عہد نامہ جدید لکھتی ہے:

"Whenever I say unto you, all manner of sin and blasphemy shall be forgiven unto men, but to blasphemy against the Holy Christ, shall not be forgiven unto men" [23]

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف ہو سکتا ہے مگر جو کفر روحِ قدس کے بارے میں ہو وہ معاف نہیں کیا جائے گا"[24]

---

[19] خروج:20:1-7

[20] احبار:23:22

[21] Leviticus 24:11-16

[22] احبار:24:13-17

[23] Mathew: 12:31

[24] متی 12:31

## الہامی تعلیمات کی توہین کا حکم

شعائراللہ اورالہامی تعلیمات کا مذاق اڑانے اور قصداً عمداً اس کی مخالفت کرنے اور اس کو چھپانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا"[25] اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کے خلاف کفر بکا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک کہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔اب اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو۔یقین جانو کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرنے والا ہے" اسی طرح الہامی تعلیمات اور احکامات کو چھپانا بھی ایک جرم عظیم ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ "[26]"جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآں حال یہ کہ ہم نے انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کردیا ہے، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔" اسی طرح الہامی تعلیمات کا مذاق اڑانے اور قصداً عمداً اس کی مخالفت والے کے بارے میں کتاب مقدس میں آیا ہے:

> لیکن اگر تم اور تمہاری اولاد مجھ سے برگشتہ ہو جاو اور ان احکام اور فرمانوں پر جو میں نے دیئے ہیں عمل نہ کرو اور دیگر معبودوں کے عبادت کرنے اور انہیں سجدہ کرنے لگو تو میں اسرائیل کو اس ملک سے جو میں نے انہیں دیا ہے، کاٹ ڈالوں گا اور اس گھر کو جیسے میں نے اپنے نام کے لئے مقدس کیا ہے نظر سے دور کروں گا۔ پھر اسرائیل تمام اقوام میں ضرب المثل اور مذاق بن کر رہ جائے گا۔اور اگرچہ یہ گھر اب شاندار دکھائی دیتا ہے لیکن بعد میں جو بھی اس کے پاس سے گزرے گا حیرت زدہ ہوگا اور حقارت سے کہے گا کہ خداوند نے اس ملک اور اس گھر کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ تب لوگ کہیں گے کہ چونکہ انہوں نے خداوند اپنے خدا کو جوان کے باپ دادا کو مصر سے نکا کر لایا، چھوڑ دیا ہے اور دوسرے معبودوں کو قبول کرلیا ہے اور انہیں سجدہ اوران کی پرستش کرنے لگے۔اس لئے خداوند نے ان پر یہ تمام مصیبتیں نازل کی ہیں۔ [27]

---

[25] القرآن 140:4

[26] القرآن 159:2

[27] سلاطین 6:9:

ایک اور مقام پر لکھا ہے: "جو شریعت پر کان نہیں لگاتا، اس کی دعائیں بھی مکروہ ہوتی ہے" [28] تیسری جگہ یوں لکھا ہے: "خداوند کی راہ صادقوں کے لئے پناہ گاہ ہے، لیکن وہ بدکرداروں کی بربادی ہے" [29] الہامی تعلیمات عمل کے متقاضی ہوتے ہیں، جس کے بارے میں کتاب مقدس لکھتی ہے: "میرے سب آئین اور سارے احکام کو ماننا اور ان پر عمل کرنا" [30]

اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی کا اشارے کنائے میں بھی غیبت کرنا، تمسخر اڑانا، الزام تراشی، یا کسی کی ذاتی زندگی کے عیب ٹٹولنا جائز نہیں، حتی کہ کسی کو برے نام اور القاب سے نہیں پکارا سکتا۔ اس سے منع کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْراً مِنْهُمْ وَلا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْراً مِنْهُنَّ وَلا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلا تَنَابَزُوا بِالأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الظَّالِمُونَ" [31] "اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔"

## تعظیمِ شعائر اللہ اور الہامی مذاہب

تمام الہامی مذاہب شعائر اللہ کی تعظیم پر متفق ہیں۔ جن چیزوں کو اللہ تعالی نے محترم قرار دیا۔ ان کا احترام اور تعظیم ملحوظِ خاطر رکھنا تمام انسانوں کے اوپر لازم ہے۔ ان میں الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ،الشَّهْرَ الْحَرَامَ ، الْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ، آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ، اور دورانِ حج و عمرہ شکار، قربانی کے جانور، السبت اور عبادت خانے وغیرہ شامل ہیں لہذا ان کا احترام اللہ کے ہاں پسندیدہ اور علامت ایمان قرار دیا گیا ہے۔ باری تعالی نے فرمایا: "ذَلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ" [32] یہ سن لیا اب اور سنو! (اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے یہ ہے) "ذَلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ

---

[28] امثال:9:28

[29] امثال:29:10

[30] امثال:37:19

[31] القرآن11:49

[32] القرآن32:22

حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ "[33] "یہ جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے"

اسی طرح کتابِ مقدس میں بھی شعائر اللہ کے تعظیم اور احترام کے احکامات ملتے ہیں اور توہین کرنے سے انسانوں کو روکا گیا ہے۔ اس بارے میں کتابِ مقدس (احبار) لکھتی ہے : "تم میرے سبتوں کو ماننا اور میرے مقدس کی تعظیم کرنا، میں خداوند خدا ہوں"[34] "اور خدا نے موسیٰ سے کہا کہ ہارون اور اس کے بیٹوں کو بتا کہ وہ مقدس نذروں کا جو بنی اسرائیل میرے لئے مخصوص کرتے ہیں، احترام کیا کریں۔ یوں وہ میرے پاک نام کی بے حرمتی کرنے کے مرتکب نہ ہوں گے۔ میں خداوندِ خدا ہوں"[35] "کاہن میرے احکام کو مانیں تاکہ وہ مجرم نہ ٹھہریں اور ان کی بے حرمتی کرنے کے باعث مر نہ جائیں۔ میں خداوندِ خدا ہوں جو انہیں مقدس کرتا ہوں"[36] الہامی تعلیمات نے اگر ایک طرف انسان کو رائے دہی کی آزادی دی ہے، تو دوسری طرف بہترین اخلاقی اقدار فراہم کئے ہیں اور ساتھ حدود کا بھی پابند بنایا کہ نہ کسی کی آزادی کو چھینا جائے اور نہ عزت و ناموس کو پامال کیا جائے۔ اگر اس الہامی قانون کا خیال رکھا جائے تو انسان کبھی بھی مسائل کا شکار نہیں ہوں گے۔ اور جب بھی اس کو نظر انداز کیا گیا ہے تو انسان ہی اذیت کا شکار ہوا ہے۔

## مغرب میں آزادی اظہارِ رائے قدیم وجدید تناظر میں

جب یورپ میں کلیسا کی حکمرانی تھی تو آزادی اظہارِ رائے کے بہت برے نتائج نکلا کرتے تھے، جس سائنس کی بدولت مغرب نے ترقی کی ہے، اس راستے میں گلیلیو جیسے عظیم بڑے بڑے دماغوں کی قربانیاں شامل ہیں اور ان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ صدیوں کا 'وچ ہنٹ' کلیسا کے مظالم کی ایک چھوٹی سی مثال ہے، جس نے مغربی اقوام کو آزادی اظہار پر پابندی اور ظلم و جبر کو ایک ہی سکے کے دو رخ سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنے دساتیر، قوانین اور آئینوں میں آزادی اظہارِ رائے کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ قیام امریکہ کے بنیادی مقاصد میں کہا گیا ہے کہ یہ وطن یورپ سے بھاگ کر آنے والے ان مسافروں 'پلگرمز' کی بدولت وجود میں آیا جو کلیسا کے ظلم و ستم سے تنگ آکر نئی دنیا میں پناہ لینے آئے تھے۔ لہذا یہ قرار پایا کہ

---

[33] القرآن 30:22

[34] احبار: 30:19

[35] احبار: 1:22

[36] احبار: 9:22

یہاں انہیں تحریر و تقریر، مذہب اور عقیدے کی مکمل آزادی ہو گی۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آزادی اظہارِ رائے کا تعلق مغربی تہذیب کے ارتقا سے ہے، جو اس کو اس معاشرت کا بنیادی عنصر بناتی ہے۔

مغربی دنیا کے دساتیر اور کوڈوں میں آزادی اظہار رائے کا بہت ہی واضح طور پر ذکر موجود ہے۔اور اس کی ایک خوبی اور ترقی کی راز بھی ہے۔اس کی وضاحت سے نہ صرف باہمی عزت، محبت کا ماحول بنتا ہے، بلکہ امن و سلامتی بھی میسر آتی ہے۔اس لیے ان ممالک میں آزادی اظہار رائے کی حدود کے تعین کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ مثلاً: افریقی چارٹر برائے انسانی اور عوامی حقوق آرٹیکل 9،[37] آسیان ڈیکلریشن برائے انسانی حقوق آرٹیکل 23[38]، یورپیئن کنونشن برائے انسانی حقوق آرٹیکل 10[39]، ساؤتھ افریقن آئین سیکشن 16[40]، کینیڈین کریمنل کوڈ سیکشن 319(2)[41]، کریمنل کوڈ آف نیدرزلینڈ آرٹیکل 137[42] بلجئیم اینٹی ریس ازم لاء[43] وغیرہ جتنے بھی دساتیر کے آزادی سے متعلق دفعات اور سیکشنز ہیں، سب میں کسی کے ساتھ مذہب، جنس، یا رنگ و ثقافت، نسل وغیرہ کی بنیاد پر، نفرت کو ہوا دینا، ہتک امیز ور یہ رکھنا ممنوع ہے اور اسے جرم قرار دی گیا ہے۔

لیکن ایک عرصے سے یہ بات محسوس کی جارہی ہے کہ مغربی اقوام اپنے دعویٰ اور پروگرام سے منحرف ہو کر بنیادی آزادیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں مصروف ہیں۔اس بات کا اندازا مغربی لیڈروں کے بیانات سے لگانا مشکل نہیں ہے۔اس سلسلے میں اٹلی کے وزیر اعظم " برلسکونی " نے 26 ستمبر 2001م کو اپنے ایک بیان میں کہا تھا: " مغربی معاشرہ اسلامی تہذیب سے فائق ہے اور مغربی تہذیب کو اسلامی تہذیب پر برتری حاصل ہونی چاہئے جو ضروری بھی ہے کیونکہ اسلامی تہذیب

[37] http://www.ohchr.org/EN/HRBodies/SP/Pages/Engagementwithotherintergovernmentalfora.aspx , accessed on November 27, 2019.

[38] http://www.asean.org/links-3-2/asean-related-sites/, accessed on November 27, 2019.

[39] "European Court of Human Rights," European Convention on Human Rights, Article 10, https://www.echr.coe.int/Documents/Convention_ENG.pdf, accessed on November 27, 2019.

[40] https://nationalgovernment.co.za/units/view/63/constitutional-court-of-south-africa, accessed on November 27, 2019.

[41] See further s 13(1) of the 1891 Human Rights Code of Ontario and s 2 of the 1984 Human Rights Act of British Columbia, as amended by the 1993 Human Rights Amendment Act. https://laws.justice.gc.ca/PDF/c-46.pdf, accessed on November 27, 2019.

[42] "Criminal Code Netherland Article 137," https://www.legislationline.org/documents/section/criminal-codes/country/12/Netherlands/show, accessed on November 27, 2019.

[43] "Belgium: Discrimination on the basis of race and national origin in the provision of goods," http://adapt.it/adapt-indice-a-z/wp-content/uploads/2014/04/discrimination_belgium_2013.pdf, accessed on November 27, 2019.

میں نہ کوئی آزادی ہے اور نہ انسانی حقوق کا لحاظ۔۔۔جب کہ مغرب اس کو عام کر رہا ہے۔"[44] موصوف وزیر اعظم " برلسکونی " کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے وہ اپنا بیان ریکارڈ کرا رہا ہے لیکن افسوس کہ ان کے بیان سے جہالت جھلک رہی ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کو آزادی کے دشمن گردانتا ہے۔ جس طرح یہ بات واضح ہے کہ اسلام عقیدہ اور مذہب کے ضمن میں کسی پر کوئی پابندی نہیں لگاتا بلکہ آزادی کی طرف دعوت دی ہے کہ کوئی بھی شخص کوئی مذہب چاہے اختیار کرے جو"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ"[45] سے یہ بالکل واضح ہے۔تاہم اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ جو جس طرح چاہے اسلام کے اندر مداخلت کرے۔

اسی طرح اسلام سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے "إدموند شتوبیر" جو جرمنی کی مسیحی جماعت کے رئیس اور ضلع " بافاریا" کا وزیر بھی ہے؛" بیلد " اسرائیل نواز مجلہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے: " عیسائیت اسلام سے تعصب، رواداری، دینی آزادی اور مرد و عورت کے کامل مساوات اور زبردستی کی شادی میں بہت ہی مختلف ہے۔اسی طرح مسیحیت اسلام کے بالمقابل انسان کو ایک آزاد فرد تصور کرتی ہے، جس کی قدر و قیمت ہے،اسے حریت اور مساوات کا کامل حق ہے۔"[46]

موصوف مسیحی لیڈر کے اس دورے کے بعد بش نے ان تصریحات کی توثیق کی۔ گویا یہ اتفاقی بات نہیں تھی بلکہ اسلام کے خلاف مغرب کا اجماعی اور ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ مغربی اور یورپی دنیا میں اسلام پر تعصب، عدم رواداری کا الزام لگایا جارہا ہے جو خود آج کل کے تناظر میں ان پر فٹ ہوتا ہے، کیونکہ آج پوری مغربی و یورپی دنیا میں اسلام کے خلاف زہر پھیلایا جارہا ہے۔ کبھی انتہاپسندی اور کبھی دہشت گردی کے نام پر۔ حالانکہ مسلمان بے دست و پا ہے نہ ان کے پاس وہ ظاہری و معنوی قوت ہے کہ جس کے بنیاد پر کہا جائے کہ انہوں نے فلاں جگہ دہشت گردی کی اور کسی پر ظلم ڈھایا۔اس کے مقابلے میں آج ہر جگہ ایٹمی قوتوں اور نیٹو و مغربی ممالک نے دنیا میں خون خرابے کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔

امریکہ کے موجودہ صدر ٹرمپ نے مسلمانوں کے خلاف اپنے ہی ملک میں ایک طوفان برپا کیا اور انتہاپسندی کی طرف دعوت دی۔ان تمام تر الزامات کی ایک ہی وجہ ہے کہ ہر طرح سے کمزوری کے باوجود دین اسلام جو الہامی تعلیمات کا مہیمن ہے،

---

[44] أبوالتراب سید بن حسین العفاني، **وَامُحَمَّدَاهُ {إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ}** (مصر: دار العفانی، 2006ء)، 3:229۔

[45] القرآن 2:256

[46] " جریدۃ الأسبوع"-مقال "حملۃ شرسۃ منظمۃ ضد الإسلام" العدد (497)، 7ء
https://www.sana.sy/?p=396981, accessed on November 27, 2019.

تیزی کے ساتھ خود ان کے ممالک میں پھیل رہا ہے۔اظہارِ رائے کی یہ آزادی ٹرمپ جیسے لیڈروں کے لیے قابلِ قبول نہیں۔ لہذا مسلمانوں پر طرح طرح پابندیاں لگانے کے مطالبے وقتاً فوقتاً کئے جارہے ہیں۔

اس تناظر میں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان بے چاروں کے اوپر تعصب، ہٹ دھرمی اور دہشت سوار ہے، جو ان کو دہشت گردی، انتہاپسندی اور ظلم و بربریت پر ابھار رہے ہیں۔نہ ان کو الہامی تعلیمات سے کوئی سروکار ہے اور نہ اپنے بنائے ہوئے چارٹروں کا کوئی پاس ولحاظ۔الہامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ وہ اپنے دستوروں کی بھی دھجیاں اڑائے جارہے ہیں، جس سے وہ انسانی حقوق اور آزادیاں پامال کررہے ہیں۔

## بنیادی انسانی حقوق کی این جی اوز اور آزادی اظہار رائے

آزادی اظہارِ رائے یا **'فریڈم آف اسپیچ اینڈ ایکسپریشن'** اسلامی و الہامی اور جدید مغربی دساتیر کی روشنی میں بنیادی انسانی حقوق میں سے ایک ہے۔اور جن کے لیے قومی و بین الاقوامی تنظیمیں اور این جی اوز بنی ہوئی ہیں اور عرصہ دراز سے اس کے حصول کے لیے دنیا میں کوشاں ہیں۔تاہم اس بنیادی انسانی حق (آزادی رائے) کی پاسداری کے لیے یہ تنظیمیں مغربی نقطہ نگاہ سے کام تو کرسکتی ہیں، لیکن مسلمانوں کی حق میں اس آزادی کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔اس کے لیے کسی مثال کی بھی ضرورت نہیں جو ایک حقیقت ہے۔

- بہتر (72) سال ہوگئے کشمیریوں کو آزادی کا حق نہیں دلوایا جاسکا۔بلکہ تادمِ تحریر کشمیری بے چارے 65 دنوں سے مودی سرکار کے کرفیو میں زندگی کے سانس لے رہے ہیں۔اس صورتحال میں دنیا کے کسی این جی اوز کا یہ فرض نہیں بنتا کہ ان کے حق میں کوئی آواز بلند کریں، جو بنیادی انسانی حقوق اور آزادی اظہار رائے وغیرہ کے نام پر لاکھوں کروڑوں کا بجٹ ہضم کرہرے ہیں۔
- افغانستان کو کھنڈر بنایا جاسکتا ہے، اس میں بین الاقوامی این جی اوز کردار بھی ادا کرسکتے ہیں، مگر افغانیوں کی آزادی کے یہ این جی اوز ان کے دین ومذہب اور عقیدہ کے بنیاد پر قائل ہی نہیں ہیں۔
- عراق کو اسی طرح بے بنیاد الزامات کے بنیاد پر تباہ کیا گیا لیکن عراقیوں کو اپنے نقطہ نگاہ سے آزادی نہیں دی جاسکتی۔
- مصر کے جمہوری و شرعی (محمد مرسی) حکومت کو غمال بنانے اور اسے ختم کرنے کے لیے بین الاقوامی این جی اوز کردار ادا کرسکتے ہیں، لیکن ان کے نقطہ نگاہ سے انہیں آزادی نہیں دی جاسکتی۔

- آزادی بنیادی انسانی حق ہے۔ عورت کو عورت سے اور مرد کو مرد سے شادی کا حق بھی دیا جاسکتا ہے، لیکن فرانس میں اور اسی طرح دیگر مغربی ویورپی ممالک میں مسلمان عورت کو اپنی نقطہ نگاسے نقاب وحجاب کی آزادی نہیں دی جاسکتی
- کشمیر میں ظلم کی انتہا سب کے سامنے ہے ، وقتا فوقتا ان پر کرفیو لگانا، جس سے ان کا مال و املاک تباہ ہوا اور نسل کشی ہوئی، لیکن ان کو نہ تو بین الاقومی دساتیر کی رو سے اور نہ ان کو اپنی نقطہ نگاہ سے آزادی دی جاسکتی۔اور نہ ان کی اس انسانی حق کی حمایت کی جاسکتی ہے۔
- اسی طرح فلسطین اور برمی مسلمانوں کی انسانی حقوق کی بھی حمایت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ ان کو آزادی دی جاسکتی۔ وعلی ھذا الاقیاس موجودہ عالمی قریہ میں ہر شعبہ اور ہر کام کی نوعیت میں اس قدر تیزی آگئی ہے کہ کسی بھی حوالے سے حقائق سے انکار ممکن نہیں۔اس تناظر میں بین الاقوامی تنظیمات کے کام کا جائزہ لینا بھی کوئی مشکل کام نہیں رہاہے۔

اسلام سے پہلے خصوصاً اور خلافتِ اسلامیہ کے انقراض کے بعد عموماً اور آج ایک مرتبہ پھر دنیا میں حقوق انسانی کی خلاف ورزیاں بڑے پیمانے پر جاری وساری ہیں، جن میں مغربی دنیا کا تناسب اور حصہ سب سے زیادہ ہے، جس سے انکار ممکن نہیں۔اس دور میں **'فریڈم آف اسپیچ اینڈ ایکسپریشن'** کا معنی یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ زور آور ممالک اور ان کے ہمنوا دوسروں کو گالیاں دیں،تذلیل وبدنام کریں اور تہمتیں لگائیں تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔جو کمزور ہیں ان پر یہ فرض ہے کہ وہ **امنا و صدقنا** کہ کر سنیں اور اطاعت اختیار کریں۔ان احوال میں باری تعالی کا یہ فرمان ہی مناسب ہے : "جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآں حال یہ کہ ہم انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں "[47]

انسانی حقوق کا عالمی منشور اقوامِ متحدہ نے 1948ء میں منظور کیا۔دیگر باتوں کے علاوہ موضوع زیر بحث سے متعلق اس میں درج ذیل حقوق کا تذکرہ ملتا ہے:

- تمام انسان آزاد ہیں اور حقوق وعزّت کے لحاظ سے برابری رکھتے ہیں۔
- تمام انسانوں کے لئے قطع نظر مذہب، نسل، جنس، سیاسی سوچ اور قومیّت کے ایک جیسے انسانی حقوق ہیں۔
- سب انسان آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔

---

[47] القرآن 2:159

- ہر قسم کا تشدّد ممنوع ہے۔
- تمام انسان تحفظ کا قانونی حق رکھتے ہیں، علاوہ ازیں آزادی کے تحدید کا ذکر دفعہ ۲۹: ۲ میں یوں ملتا ہے:

"اپنی آزادی اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا، جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لئے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں"[48]

اس عالمی دستور کے رو سے: تمام انسان آزاد اور عزّت، تحفظِ مذہب، نسل، جنس، قوم اور آزادی اظہارِ رائے کے اعتبار سے برابر حق رکھتے ہیں، لیکن دنیا میں اس دعوی کے باوجود بنیادی انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں، جو اس دور کے باشعور انسان کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے۔ اس سے عہدہ براں ہونا تمام دنیا کے انسانوں کی ذمہ داری ہے۔ بطورِ خصوصی وہ تنظیمات اور این جی اوز اس ضمن میں درجہ اول کے ذمہ دار ہیں جو بنیادی انسانی حقوق اور آزادی کے قیام کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

لیکن مقامِ افسوس ہے! کہ نہ صرف پرنٹ میڈیا پر بلکہ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر رائے کی آزادی کے نام پر مسلمانوں کے خلاف بڑی بے رحمی اور بے دردی سے تعصب اور منافرت کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے مناسب اور راس قدام نہ اٹھانا نہ صرف یہ تاثر دیتا ہے کہ انسانی حقوق کے لیے بنی ہوئی یہ تمام تنظیمیں اور این جی اوز ڈراما ہیں بلکہ یہ بھی صحیح ہے کہ یہ ساری تنظیمیں دورنگی و منافقت سے کام لے رہے ہیں۔ ظاہری حالات بتا رہے ہیں کہ جب معاملہ مسلمانوں کے خلاف ہو، تو واقعات رونما ہونے سے پہلے ہی اس کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور دنیا بھر کی این جی اوز اس پر اودھم مچاتی ہیں۔ لیکن جب حادثہ اور واقعہ مسلمانوں کے حق میں ہوتا ہے تو معاملے کو بہت ہی ہلکا بنا دیا جاتا ہے اور دیگر عنوانات کے علاوہ آزادی اظہارِ رائے کے نام نظر کیا جاتا ہے۔

ان این جی اوز کے تحت وقتاً فوقتاً بنیادی انسانی حقوق اور آزادی اظہارِ رائے کے نام سے کانفرنسیں، سیمینارز اور اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں اور قوموں کی چیریٹیز (خیرات) کو ان پر پانی کی طرح بہایا جاتا ہے، لیکن کسی قسم کی تباہ کاری اور بدحالی کو نہیں روکا جا سکا، بلکہ یہ شعر ان پر صادق آتا ہے:

"مریض عشق پہ رحمت خدا کی　　　مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"[49]

[48] http://www.unhchr.ch/udhr/lang/urd.htm/, accesses on October 19, 2019.

[49] حبیب خان، **افکار میر، شعری مجموعہ میر تقی میر** (دہلی: عبدالحق اکیڈمی، س۔ن)، ۱۱۳۔

اس روش کے خلاف ، یورپ میں انسانی حقوق اور ہر ایک کے لیے برابری کی بنیادوں پر اُن کے دین و دھرم اور قومیت وثقافت کا احترام کرائے جانے کے لیے متحرک یورپی تنظیمیں دن رات کام کر رہی ہیں جن میں "OSCE" نامی ستاون(57) ملکوں کے نمائندوں پر مشتمل تنظیم سر فہرست ہے۔ مذکورہ تنظیم نے عرصہ پہلے ویانا میں "اظہار رائے" کی طریقوں کا جائزہ لینے اور انٹرنیٹ پر مسلمانوں کے خلاف بطور خاص نفرت پھیلائے جانے کے محرکات اور ان کے سد باب کے لیے ممکنہ اقدامات کا جائزہ لینے کے لیے ایک دو روزہ کانفرنس کا بطور خاص بندوبست کیا۔ جس میں تنظیم کے رکن ممالک کے نمائندوں کے علاوہ یورپی سول سوسائیٹی اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی متعدد دوسری یورپی و عالمی تنظیموں کے نمائندوں نے شمولیت کی۔ نفرنس میں ڈنمارک سمیت یورپی یونین کے رکن ممالک میں نسلی تعصب کے خلاف جدوجہد کرنے والی تنظم "اینار" کے چیئرپرسن پاکستانی نژاد باشی قریشی نے اپنی تنظیم کی نمائندگی کرتے ہوئے یورپ میں اظہار رائے کی آزادی کے نام پر مسلمانوں کے مخالف اُن رویوں کو بطور خاص اجاگر کیا جو انٹرنیٹ پر روزمرہ کا معمول بن چکا ہے اور جن میں بڑی بے شرمی سے محض مفروضوں کی بناپر مسلمانوں کے دین، تمدن اور ثقافت کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

سویٹزرلینڈ کی سربراہی میں "OSCE" اور ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوٹ اینڈ ہیومن رائٹس ''اوڈی آئی ایچ آر'' کی اس مشترکہ کانفرنس میں ایک سو سے زائد مندوبین نے ،بنیادی انسانی حقوق اور ذمہ داریوں کے حوالے سے ''آزادی اظہار رائے'' پر غور وخوض کیا گیا اور آپس میں تجربات کی روشنی میں نسلی تعصب کے خلاف اقدامات پر روشنی ڈالی تاکہ عالمگیر سطح پر انسانی حقوق کا تحفظ اور افراد کی شخصی آزادی کا احترام کیا جاسکے اور انہیں محفوظ بھی بنایا جاسکے۔ کانفرنس میں اقوامِ عالم کے کمشنر برائے حقوقِ انسانی ناوی پیلے نے افتتاحی خطاب میں کہا کہ : "اظہار رائے کی آزادی کے حق کے بیجا استعمال نے دوسروں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو مجروح کیا ہے "[50]

"EMISCO"نامی تنظیم نے 'OSCE' اور 'ODIHR' دونوں تنظیموں کے ساتھ مل کر پچھلے کئی سالوں سے مشترکہ طور پر یورپی سطح پر مردم آگاہی کے لیے کئی پروگرام شروع کر رکھے ہیں جن میں غیر سرکاری یعنی این جی اوز مسلم تنظیموں کو "ہیٹ کرائمز" کے خلاف آگاہی اور تدارک کی تربیت دینا بھی شامل ہے۔ اس مقصد کی حصول کے لیے یورپی پارلیمنٹ ،یورپی کونسل کے ارکان کے علاوہ یونیسکو اور اقوام متحدہ کے نمائندگان پر مشتمل کئی کانفرنسیں بھی منعقد کر چکی ہے اور ہنوز یہ کام جاری ہے۔

---

50 http://www.bathak.com/world/freedom-of-expression-denmark-muslims-53179, accessed on November 27, 2019.

یورپ میں نسلی تعصب کے خلاف متحرک تنظیم "اینار" اور یورپی سماج میں ہر سطح پر مسلمانوں کی سوشل ہم آہنگی و برابری کے لیے اقدامات کر لینے والی تنظیم "EMISCO" کی نمائندگی کرتے ہوئے تنظیم کے سیکریٹری باشی قریشی نے کانفرنس کے مندوبین کو بتایا کہ ان کی تنظیمات اظہار رائے کی آزادی کو چیلنج نہیں کرنا چاہتیں کیونکہ یہ بنیادی حقوق کے فروغ کے لیے بہت اہم ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی اور سامنے لانی چاہیئے کہ اظہار رائے کی آزادی کے نام پر مسلمانوں کو کس انداز اور کن طریقوں سے انٹرنیٹ ، ذرائع ابلاغ ، اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے اوپر زبان و تحریر کے ذریعے ہراساں کیا جاتا ہے۔ مفروضوں کی بنیادوں پر الزام تراشی کی جاتی ہے۔ یوں انہیں ذہناً و جسماً ہراساں کیا جاتا ہے۔ انہیں کئی یورپی اور خاص کر مغربی یورپی ممالک میں بطور دشمن پیش کیا جاتا ہے۔ باشی قریشی نے مغربی میڈیا کے اندر مسلمانوں کے بارے میں رپورٹنگ کرتے ہوئے بڑے وضاحت سے کہا ہے کہ وہ مغربی صحافی جو "اظہار خیال" کی آزادی پر اپنی اجارہ داری سمجھتے ہیں اکثر و بیشتر وہی صحافی اسلام مخالف رجحان کو ہوا دیتے اور پھیلاتے ہیں۔[51]

اسی طرح "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح کے کھلے عام استعمال کے ذریعے مغربی دنیا میں مسلمانوں کی تذلیل کی جاتی ہے، حالانکہ عالمی منشور کے مطابق کسی کی دل آزاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں سے ہے، جس کی بحالی کے لیے حقوقِ انسانی کی تنظیمیں سر گرمِ عمل ہیں، تاہم وہ تمام ان ظالمانہ رویوں کے روک تھام میں ناکام نظر آتی ہیں۔ یا یہ کہ وہ جان بوجھ کر منافقانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ مغربی و یورپی معاشرے میں کانفرنسوں، سیمیناروں اور اجتماعات کا انعقاد اور ان میں سفارشات پیش کرنا ایک فیشن بن چکا ہے، ورنہ کسی بھی یورپی اور مغربی ملک میں آزادی اظہارِ رائے مطلق نہیں، بلکہ مقید ہے، حتی کہ اقوامِ متحدہ عالمی منشور میں بھی یہ آزادی مقید ہے، جیسا کہ دفعہ نمبر ۲۹(۲) میں ذکر ہے۔ اور اسی طرح ہر ملک کے قانون میں مطلق العنان آزادی کا تصور نہیں ورنہ انسانی معاشرہ انتہائی تنگی اور پریشانی کا شکار ہو جائے گا۔

ناروے میں آزادی اظہارِ رائے کی آزادی ہے، لیکن اس کے باوجود انسان کے لکھنے اور کہنے کی آزادی اور دوسروں کے بارے میں بُرے خیالات کے اظہار کے درمیان ایک حد مقرر ہے۔ اسی لیے ان کے کچھ قوانین ہیں جو آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود کا تعیّن کرتے ہیں۔ مثلاً وہاں پبلک بحث مباحثوں میں نسلی تعصب اور متعصّبانہ خیالات کے زبانی اور تحریری اظہار کی اجازت نہیں۔ اسی طرح کسی کو اس کی مذہبی وابستگی کی وجہ سے اذارسانی یا سزا کی اجازت نہیں۔ جتنا اہم ہر کسی کے لیے

[51] ایضاً۔

اپنے مذہب اور نظریہ حیات کے انتخاب کا حق ہے، اسی طرح کسی مذہب اور نظریہ حیات سے تعلق نہ رکھنے کی بھی ایسی ہی آزادی ہے۔ اگر کوئی دانستہ یا انتہائی غفلت میں عوامی سطح پر تعصباتی یا نفرت انگیز خیالات کا اظہار کرے تو اسے جرمانے یا قید کی سزادی جا سکتی ہے۔[52]

لہذا ثابت ہوا کہ مغرب کے ہاں آزادی اظہار رائے کا جو تصور پایا جاتا ہے اس میں منافقت اور تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک طرف ان کے ہاں عملاً اظہار رائے کی آزادی کی کوئی حدود نہیں، چنانچہ چغل خوری، عیب جوئی، تمسخر، مذاق وغیرہ وہاں معمول ہے۔ دوسرا آزادی اظہار رائے کے نام پر جو چیزیں وہ خود پسند نہیں کرتے مسلمانوں سے ان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مثلاً ہولوکاسٹ پر بات کرنا، دونوں جنگ عظیم میں ہلاک ہونے والے لوگوں پر بات کرنا، امریکہ کے قومی پرچم، قومی پرندے کی قید، عدلیہ اور دیگر بعض دفاعی اداروں پر بات کرنا جرم سمجھا جاتا ہے۔ کینیڈا کے قانون میں عیسائیت کی توہین و تنقیص جرم ہے۔ جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کو پیغمبر اسلام کی توہین پر عدم برداشت کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ مغرب کی دوغلی پالیسی کا اندازہ ان مثالوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آسٹریلیا میں ایک مراکشی عالم نے تنگ وچست لباس پر بات کی تو پورا آسٹریلیا ان کے خلاف ہو گیا۔

27 جنوری 2003 میں ٹیلی گراف اخبار نے اسرائیلی وزیر اعظم کا خاکہ شائع کیا جس میں فلسطینی بچوں کی کھوپڑیاں کھاتا ہوا دکھائے دیا تھا۔ اس پر اسرائیل اور ان کے ہمنواوں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا جس پر اخبار نے معذرت کی۔ اسی طرح ایک مرتبہ اٹلی کے وزیر اعظم نے حضرت عیسیٰؑ کے مشابہ حکومت کی بات کی تو پورا یورپ ان کے خلاف ہو گیا۔ آزادی اظہار رائے کے نام نہاد علمبردار امریکہ کا حال یہ ہے کہ وہاں لوگوں کے فون تک ٹیپ کیے جاتے ہیں۔ آزادی اظہار رائے کے نام پر امریکہ کے غیر منصفانہ اخلاق کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب لیبیا میں توہین قرآن اور توہین رسالت ﷺ کا واقعہ ہوا تو مشتعل مظاہرین نے امریکی ایمبیسی میں آگ لگادی اور چند امریکی مارے گئے۔ جس کے فوری بعد اقوام متحدہ کا اجلاس بلایا گیا، اجلاس سے خطاب کے دوران امریکی صدر نے کہا کہ " توہین رسالت ﷺ و توہین قرآن آزادی اظہار رائے کی ایک شکل ہے۔ امریکی آئین اسے تحفظ دیتا ہے۔ امریکی اکثریت عیسائی ہے، ہم باوجود عیسائی ہونے کے عیسیٰؑ کی توہین پر قدغن نہیں لگا سکتے "۔ پیغمبروں اور مقدس شعائر کی توہین تو انہیں قابل برداشت ہے، تاہم امریکہ کے قومی پرچم، قومی پرندے کی قید اور عدالتوں کی توہین پر سزائیں اور جرمانے ہیں۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ امریکہ میں ایک ڈینٹل ڈاکٹر کو حجاب پہننے پر نوکری سے برطرف کر دیا گیا، فرانس اور جرمنی میں حجاب پر پابندی تو پوری دنیا کے سامنے ہے۔ ان مثالوں سے باآسانی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ اظہار رائے، عمل

[52] http://azadiizhar.blogspot.com/2018/02/blog-post.html, accessed on November 27, 2019.

اور مذہب کی جس آزادی کا ڈھنڈورا اقوام متحدہ، یورپ اور امریکہ پیٹتا ہے وہ صرف ایک دھوکہ ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے ہاں بعض سیکولر اور لبرل دانشور مغرب کے اس دھوکے میں آکر اسلام پسندوں کو شدت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں کہ وہ اظہار رائے کی آزادی کے خلاف ہیں۔ حالانکہ کوئی بھی منصف مزاج مسلمان اس کے خلاف نہیں، بلکہ آزادی کا حامی ہے لیکن اسلام اعتدال پسند ہے، فساد کے خلاف ہے، چنانچہ اسلام نے رائے کی آزادی کے ساتھ یہ فلسفہ بھی پیش کیا کہ وہ رائے دینے میں حیوانوں کی طرح بے مہار نہیں، بلکہ اس کی کچھ حدود ہیں۔[53] جن پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔[54] "انسان کوئی لفظ زبان سے نکال نہیں پاتا مگر اس پر نگران مقرر ہوتا ہے" جبکہ نبی مہربان نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا جس کے راوی خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ کہتے ہیں کہ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى ﷺ أَمْسَكَ لِسَانَهُ طَوِيلًا، ثُمَّ أَرْسَلَهُ، ثُمَّ قَالَ" : «أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ هَذَا، رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا قَالَ خَيْرًا وَغَنِمَ، أَوْ سَكَتَ عَنْ سُوءٍ فَسَلِمَ"[55] "یقیناً کرلو نبی ﷺ نے اپنی زبان کو کافی دیر تک پکڑے رکھا، پھر چھوڑا اور فرمایا: میں تمہارے اوپر اس کے شر سے ڈرتا ہوں۔ اللہ نے اس بندے پر رحم کیا جس نے خیر کی بات کی اور اسے غنیمت جانا یا بری بات نہ کہنے سے خاموش رہا اور اس کی برائی سے محفوظ رہا" اسلام ایک ایسا دین ہے کہ نہ تو وہ برائی پر خاموشی اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ مطلق اظہارِ رائے کی، بلکہ خیر و بھلائی عام کرنے اور برائی کو روکنے کا حکم دیتا ہے جو تمام انسانوں کی ضرورت اور خیر خواہی ہے، لیکن مطلق العنانیت کے چاہنے والے اس بات کو اور اس کی حکمت کو نہیں سمجھتے۔ بالفاظ دیگر وہ انسانیت کی خیر خواہی نہیں چاہتے، کیونکہ فحش گوئی، بے حیائی، برائی، بدکرداری، بدزبانی، دروغ گوئی، تہمت، الزام تراشی اور اس جیسے تمام رذائل اخلاق اور بے قید آزدای سے انسانوں کو فائدہ نہیں بلکہ نقصان پہنچتا ہے۔ لہذا اس کو عام کرنا ان کی بدخواہی ہے۔

## نتائج بحث

آزادی اظہارِ رائے کا معاملہ ہو یا انسانی حقوق کا تذکرہ یا اس کے بارے میں اسلام کے فراہم کردہ دلائل کا تذکرہ کرنا انسانی سماج میں جاری ظلم و ناانصافی کا مداوا نہیں کر سکتے، اور نہ مسلمانوں کی بدحالی کا علاج اس سے ممکن ہے۔ دنیائے انسانیت میں

---

[53] اظہار رائے کی آزادی پر (اسلام اور مغرب کا نقطہ نظر اور سائبر کرام بل)، مضمون: غلام نبی مدنی، 17 اگست 2016۔ https://dailypakistan.com.pk/07-Aug-2016/425467

[54] القرآن 50:18

[55] عبداللہ بن المبارک، **الزهد والرقائق**، تحقیق۔ حبیب الرحمن الأعظمي (بيروت: دار الكتب العلمية، س۔ن)، 1:128۔

مسلمانوں کی بدحالی کا سبب ان کا کمزور ہونا ہے۔اس کا علاج ناگزیر ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اس کمزوری کا علاج کریں، ان کی اور دیگر انسانوں کی بدحالی دور نہیں ہوسکتی اور وہ کمزوریاں بزدلی، بے حمیتی، بے اتفاقی، جہالت اور سب سے بڑھ کر دنیا سے محبت اور موت سے ڈر وخوف ہیں۔ اگر ان کمزوریوں کا علاج ہوسکے تو پوری دنیا میں کوئی بھی فرد ہو یا ملک ، نہ تو مسلمانوں پر اس قسم کے الزامات لگانے اور تشدد کی جرات کرسکے گا اور نہ دیگر قوموں اور مذاہب کے ساتھ زیادتی کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے ایک جرءت مند قوم کو کھڑا پائے گا۔

## سفارشات

1. آزادی اظہار رائے، عدل وانصاف اور انسانی حقوق کو یقینی بنانا محض وعظ و نصیحت سے ممکن نہیں ورنہ سید الکونین والثقلین ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو 84 غزوات و سرایا کا سامنا نہ کرنا ہوتا۔
2. عزم وہمت انسانی صفت اس لئے تو ہے کہ تمام تر مشکلاتِ راہ کو اس سے ہٹایا جائے، اب وقت پھر سے انسانوں کو اس کی طرف متوجہ کررہا ہے، کہ انسان ظلم کے خلاف نہ صرف نفرت کا اظہار کریں، بلکہ صبر وعزم سے اس کے خلاف صف ِآراء ہوجائے۔
3. ظلم وناانصافی دنیا میں عام ہے، اس پر دلائل دینے کی قطعا ضرورت نہیں ،البتہ اب وقت ہے کہ ظلم اور ظالموں کے خلاف کھڑے ہونے والوں کے ساتھ کمرِ ہمت باندھا جائے۔